بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم

ميري يه تحرير امت مسلمه كي ان عظيم ماؤں کے نام

جن کے رحم سے اورجن كي تربيت سے

محمد بن قاسم

طارق بن زیاد

نورالدین محمود زنگر

یوسف صلاح الدین

جنم ليتے هيں-

(اگر قارئین میں سے کسی کو کوئی تاریخی، علمی، لفظی غلطی ملے تو برائے کرم مجھے ضرور اطلاع کر دیں)

تمہید

دو، تین ہفتے قبل دل میں خیال آیا کہ فاتح بیت المقدس سلطان یوسف صلاح الدین کی علمی خدمات پر کچھ تحقیق کی جائے، کچھ پڑھنا شروع کیا تو سلطان کے استاد کا نام سامنے آیا، دل میں آیا کہ پہلے استاد کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ وقت، شوق کا تقاضا تھا، لہٰذا عجیب سے موضوع پر رات دن ایک کر ڈالے، ماضی کا رخ کرکے تاریخ میں غوطہ لگا دیا، مؤرخین جس کو ایک عظیم سپہ سالار اور صلیبیوں جنگوں کا فاتح ثابت کرتے آئے ہیں ہم اس مجاھد امت کی علمی دنیا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، تحقیق مکمل تو نہیں ہوئی لیکن اس بات کا ادراک ہو گیا کہ تاریخ حقیقتاً بہت ظالم ہوتی ہے، سوانح لکھنے والوں سے بھی تساہل ہوا، سب نے جنگوں کا ذکر تو کیا، فتوحات کے نقشے بھی کھینچے لیکن اس مرد مجاھد کی علمی خدمات صرف مخطوطات رہ گئے۔

یوسف کو میدان جنگ کا بادشاہ، بیت المقدس کا فاتح اور صلاح الدین بنانے والا شخص عام نہیں ہو سکتا، یہ سوچ کر میں نے ماضی کے سفر کی ٹھان لی، چند مخطوطات ہاتھ لگے، پڑھ ڈالے، اِسباب نہیں تھے ورنہ زندگی میں پہلی بار من کیا کہ دنیا جہان کی لائبریریاں کھنگال ڈالوں، نہ جانے کہاں سے دل مضطرب کو شراب تسکین میسر آجائے۔

میں جب اس شخصیت کو سراپا دیکھتا ہوں تو بلا مبالغہ مجھے حقیقت میں وہ قافلہء صحابہ کا ایک مسافر محسوس ہوتا ہے۔ اللہ نے اسے یوسف کا حسن، رسول اللہ ﷺ کا عشق، ابوبکر کی صداقت، عمر کی عدالت، عثمان کی حیاء، علی کی شجاعت، حسین (رضی اللہ عنھم اجمعین) کی شہادت عطا کی ہے۔

میرا ایمان کہتا ہے کہ ایسے امتی ہوتے ہیں جن پر امت کے پیشوا نبی کو بھی ناز ہوتا ہے۔

ولادت

عمادالدین زنگی کے گھر 17 شوال 521 ھجری بمطابق فروری 1118 عیسوی کو طلوع شمس کے وقت حلب میں سورج کے ساتھ ایک ایسا مہتاب بھی طلوع ہوا جس کا نام اس کے والد نے نورالدین

رکھا اور وہ حقیقت میں نورالدین محمود بن گیا۔ تاریخ نے اسے الملک العادل، السلطان نور الدین محمود زنگی کے نام سے یاد کیا۔

سلطان نور الدین زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ ایک سپہ سالار، ایک عالم باعمل، سُنت مُصطفٰی کے پابند، ایک عادل اور منتظم حکمران تھے۔ اسلاف امت نے سلطان کو خلیفہ راشد سادس کے نام سے یاد کیا ہے۔

سلطان نور الدین زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ فقہی مذھب کے اعتبار سے امام الآئمہ، سراج الامۃ، امام اِبو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مقلد تھے۔ سلطان رحمۃاللہ تعالی علیہ نے فقہ حنفی کی خوب اشاعت فرمائی اور رافضیت کا خوب بیڑہ غرق کیا۔

سلطان نور الدین محمود زنگی اور تعلق باللہ

علامہ اِبو شامۃ المقدسی الروضتین فی اخبار النوریۃ والصلاحیۃ میں لکھتے ہیں؛

وكان يصلي فيطيل الصلاة، وله أوراد في النهار؛ فإذا جاء الليل وصلى العشاء ونام يستيقظ نصف الليل۔ ويقوم إلى الوضوء والصلاة إلى بكره فيظهر الركوب ويشتغل بمهام الدولة

نورالدین زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ طویل نماز ادا کرتے، دن میں وظائف کرتے، رات کو عشاء کی نماز کے بعد سو جاتے اور آدھی رات کے وقت اٹھ جاتے، وضو فرماتے اور صبح تک نوافل نماز ادا کرتے، پھر آپ کی سواری آجاتی اور آپ سلطنت کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔

سلطان زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ نے ساری زندگی میدان جہاد میں گزار دی، آپ کو فلسطین اور بیت المقدس آزاد کروانے کی تمنا جنون کی حد تک تھی۔ اس کے باوجود بھی سلطان کی نماز کبھی قضاء نہ ہوئی، میدان جہاد میں بھی اللہ کی بارگاہ میں باقاعدگی کے ساتھ سربسجود ہوتے۔ ساری ساری رات دعاؤں میں گزار دیتے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں؛

وكان، يعني نور الدين رحمه الله، يصلي كثيرا من الليل ويدعو ويستغفر ويقرأ

اور وہ یعنی نورالدین رحمۃاللہ تعالی علیہ راتوں کو بہت زیادہ نماز ادا کرتے، اللہ سے دعا اور استغفار کرتے اور تلاوت قرآن پاک فرمایا کرتے تھے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں آتا ہے

''رھبان باللیل، فرسان بالنھار''

رات کو عبادت کرتے اور دن کو شہسوار ہوتے یعنی جہاد کرتے، یہ مقولہ حضرات صحابہ کے بعد سلطان نور الدین زنگی پر مصداق آتا ہے۔

سلطان نور الدین زنگی کا عدل

آپ عدل وانصاف میں مشہور تھے، اسی لیئے آپ کو تمام سوانح نگاروں نے الملک العادل کے لقب سے یاد کیا ہے، اور اسلاف امت میں سے کئی آپ کو خلیفہ راشد سادس کہتے ہیں، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں

فلم أر فیھا بعد الخلفاء الراشدین وعمر بن عبد العزیر ملکا أحسن سیرة من الملك العادل نور الدین

میں نے خلفاء راشدین اور عمر بن عبد العزیز کے بعد الملک العادل نور الدین کے علاوہ کوئی اور اعلی ترین سیرت کا حامل نہیں دیکھا۔

آپ عدل وانصاف کا پیکر تھے، آپ کے بارے میں مشہور واقع ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ پر کسی چیز کی ملکیت کی بابت اِلزام عائد کر دیا، قاضی نے آپ کو طلب فرمایا، آپ حاضر ہو گئے، لیکن عدالت میں وہ شخص ثبوت پیش نہ کر سکا تو آپ نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ مجھ پر جھوٹا اِلزام لگایا گیا ہے لیکن میں پھر بھی چلا آیا تاکہ عدل قائم ہو سکے اور اب میں یہ چیز اسی شخص کو ہبہ کرتا ہوں۔

ایک بار قاضی کمال الدین شہرزوری کے پاس بہت سی شکایات آئیں، جو اسد الدین شیر کوہ کے بارے میں تھیں، اسد الدین آپ کا چیف آف آرمی سٹاف تھا، آپ کی تمام فتوحات میں اسد الدین آپ کا دست راست رہا اور آپ کے والد حضرت عماد الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بھی دست راست تھا۔ قاضی نے مسئلہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے دار العدل (کھلی کچہری جہاں فورا انصاف ملے) کے قیام کا حکم دے دیا۔ اسد الدین تک بات پہنچی تو اس نے کہا کہ لگتا ہے سلطان کو میری شکایت پہنچی ہے۔ اس نے اپنے ماتحتوں کو فورا حکم دیا کہ اگر کسی کا حق بنتا ہے تو اسے فورا ادا کر دو چاہے میری ساری جائیداد، گھر بار سب کچھ بیچنا پڑ جائے۔ اس کے ماتحت لوگوں نے کہاں ایسے تو لوگ شیر ہو جائیں گے۔ اسد الدین نے کہا کہ نور الدین زنگی کے سامنے دار العدل میں کھڑا ہونے سے بہتر ہے میری

ساری جائیداد بک جائے، مجھے جائیداد ختم کرنا آسان لگتا ہے اس سے کہ میں نور الدین زنگی کے سامنے کھڑا ہوں۔ جب دار العدل لگا تو نور الدین زنگی خود تشریف فرما ہوئے لیکن کوئی شکایت نہیں آئی۔ جب آپ کو واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہمارے ساتھی پیشی سے پہلے عدل وانصاف کر دیتے ہیں۔

عوام کی آپ سے محبت

آپ نے ساری زندگی عوام وقوم کی حقیقی خدمت کی، عوام کے مسائل خود سنتے۔ دمشق کے لوگ آپ پر جان نثار کرتے تھے۔ آپ عوام کے دلوں میں بستے تھے۔ اس حقیقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ ابن کثیر جیسا محدث لکھتا ہے، ایک بار جب نور الدین زنگی بیمار ہوئے تو

وفيها مرض نور الدين فمرض الشام بمرضه

فیھا سے مراد 552 ھجری ہے۔ علامہ ابن کثیر اس ھجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نور الدین بیمار ہوئے تو پوری سلطنت شام بیمار ہو گئی۔

اور جب اللہ کریم نے آپ کو صحت عطا فرمائی تو

ثم عفي ففرح الناس فرحا شديدا

جب آپ صحت یاب ہوئے تو لوگوں میں شدید خوشی کی لہر دوڑ گئی گویا کہ سلطنت اسلامیہ میں ایک بار پھر جان آ گئی۔

قارئین اندازہ لگائیں کہ ایک حکمران سے قوم کی اتنی شدید محبت، آج کل کے حالات دیکھ کر تو کسی حکمران سے ایسی محبت کا تصور بھی محال ہے۔

زنگی علم کے میدان میں

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف ایک سپہ سالار یا عادل حکمران ہی نہیں بلکہ ایک عالم شریعت، حافظ، فقیہ اور محدث تھے۔ جب آپ کے والد عماد الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صلیبیوں کے ساتھ جہاد میں تھے تو آپ بھی ان کے ساتھ ایک سپاہی اور عالم کی حیثیت سے تھے، متعدد بار کئی مسائل میں

آپ نے اپنے والد سے اختلاف کیا اور انہیں مسئلہ بتایا، اس پر آپ کے والد بہت خوش ہوتے اور آپ کی رائے اور فتویٰ کو قبول فرما کر حکم جاری فرماتے۔

آپ فقہی مذھب کے اعتبار سے حنفی تھے، لہٰذا آپ نے فقہ حنفی کی خوب اشاعت فرمائی۔ لیکن آپ بالکل بھی متعصب نہ تھے۔ علمی اور فکری اختلاف رائے کی قدر کرتے تھے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

وكان عارفا بالفقه على مذهب الإمام أبي حنيفة، رضي الله عنه، ليس عنده تعصب

اور وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذھب پر عارف تھے یعنی عبور رکھتے تھے، اور ان میں تعصب نہ تھا۔ گویا اختلاف رائے کی قدر فرماتے تھے۔

یہ زبانی کلامی دعوے نہیں بلکہ حقیقت ہے، نہ جانے تاریخ لکھنے والوں نے اس مرد مجاھد کی علمی کاوشوں پر کام کیوں نہ کیا۔ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیہ بھی تھے اور محدث بھی۔ آپ نے جہاد کے موضوع پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی لیکن افسوس کہ وہ چھپ نہ سکی اور فی الحال مجھے اس کا کوئی مخطوطہ بھی نہ مل سکا۔

آپ کی تصنیف کا نام **الاجتھاد فی فضل الجھاد** ہے۔ اسلاف امت میں جن کو آپ کی کتاب کا مخطوطہ یا کوئی قلمی نسخہ میسر آ سکا انہوں نے خوب استفادہ فرمایا۔ ان میں سر فہرست علامہ احمد بن ابراھیم بن محمد الدمشقی المشہور ابن نحاس شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ ابن نحاس نے اپنی کتاب **مشارع الاشواق الی مصارع العشاق** میں کئی مقامات پر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب **الاجتھاد فی فضل الجھاد** سے استفادہ کیا اور زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کے حوالہ سے روایات نقل فرمائی ہیں۔

ابن نحاس کی یہ کتاب (**مشارع الاشواق الی مصارع العشاق**) دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، لبنان سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب جامعہ ام القریٰ، سعودی عرب کی فیکلٹی الشریعۃ و الدراسۃ الاسلامیۃ کے نصاب میں شامل ہے۔

علامہ ابن نحاس شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جابجا زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کے حوالے دیے ہیں۔ اھل علم کے شوق اضطراب کی تسکین کے لئیے چند عرض کرتا ہوں۔

اسی کتاب کے صفحہ 188 پر ابن نحاس فرماتے ہیں کہ

وروی السلطان نور الدین محمود المعروف بالشهید فی کتابه ''الاجتهاد فی فضل الجهاد'' باسناده عن ابی یعقوب المصیصی قال غزونا بلاد الروم ۔۔۔۔ الی الآخر

ابن نحاس فرماتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود المعروف الشہید نے اپنی کتاب **الاجتہاد فی فضل الجہاد** میں اپنی سند متصل کے ساتھ ابو یعقوب المصیصی سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم بلاد روم میں جہاد کر رہے تھے۔۔۔۔الی الاآخر

ابو یعقوب کا مکمل نام یوسف بن سعید بن مسلم ،ابو یعقوب المصیصی ہے۔آپ صحاح ستہ میں سے امام نسائی رحمۃاللہ تعالی علیہ کے استاد ہیں، امام نسائی نے آپ سے سماع حدیث کیا ہے اور روایت حدیث کی ہے۔امام ذہبی نے تذکرۃالحفاظ میں آپ کو حافظ اور ثقہ لکھا ہے، سیر اعلام النبلاء میں بھی آپ کی ثقاہت درج ہے۔

ابو یعقوب المصیصی کی سند متصل رسول اللہ ﷺ تک ہے، اور سند صحیح ہے، محدثین کا آپ کی ثقاہت پر اتفاق ہے، اور امام زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ کی سند المصیصی تک متصل ہے جو کہ زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ کی کتاب میں درج ہے، یوں اس مرد مجاھد، میدان جہاد کا شہنشاہ، صلاح الدین ایوبی کا استاد، وقت کا فقیہ اور امام حدیث کے میدان میں بھی پیچھے نہیں، بلکہ وقت کا محدث ہے، علماء نے ان سے حدیث روایت فرمائی ہے۔

(یہاں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ سلطان نور الدین زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ کی کتاب مجھے نہیں مل سکی، شائع نہیں ہوئی، جہاں تک رسائی تک مخطوطہ، قلمی نسخہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوسکی، اس کے باوجود مندرجہ بالا بحث سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ کی سند رسول اللہ ﷺ تک متصل ہے۔اور جس کتاب کا حوالہ عرض کیا وہ سعودی عرب کی جامعہ ام القری کے نصاب میں شامل ہے۔ گویا کہ محدثین، علماء، فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے ابن نحاس شہید رحمۃاللہ تعالی علیہ کی کتاب قابل اعتماد ہے اور قابل نصاب ہے۔ اور اسی کتاب پر اعتماد سے ہی نور الدین زنگی رحمۃاللہ تعالی علیہ سند متصل واضح ہے)۔

(دعا فرمائیں کہ اللہ کریم مجھ گناہگار کے لیئے کوئی ایسا سبب بنادے کہ مجھے نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب کا قلمی نسخہ کہیں سے میسر آجائے، اللہ کرے مجھے سیدی نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سند متصل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے)۔

اسی طرح اسی کتاب کے صفحہ 237 پر ابن نحاس فرماتے ہیں کہ

''وخرج ابن عساکر و السلطان نورالدین فی کتاب الاجتهاد فی فضل الجهاد باسنادهما عن الحسین داؤد البلخی، انا النضر بن شمیل، انا عوف عن الحسن قال، قالت سیدتنا عائشة رضی الله عنها، قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من اغبرت قدماه حاجا او غازیا او مرابطا حرم الله لحمه و دمه علی النار

ابن نحاس شہید فرماتے ہیں کہ ابن عساکر اور سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب **الاجتهاد فی فضل الجهاد** میں اپنی اپنی اسناد (سند حدیث) کے ساتھ حسین داؤد البلخی سے انہوں نے نضر بن شمیل سے انہوں نے عوف سے انہوں نے حسن سے کہ انہوں نے کہا کہ جناب عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے پاؤں حج میں، غازی کی صورت میں (یعنی میدان جہاد میں) یا رابطہ کرنے میں گرد آلود ہوئے اللہ کریم اس کے گوشت اور خون پر جہنم کی آگ کو حرام فرمادیتا ہے۔

اس حدیث میں حسین داؤد البلخی ضعیف راوی ہیں، محدیثین کے ہاں وہ قابل اعتماد نہیں، لیکن اصول حدیث ہے کہ جب ضعیف روایت کے ہم معانی روایات دیگر اسناد صحیحہ سے مروی ہوں تو وہ ضعیف روایت درجہ ضعف سے بڑھ کر حسن کے درجہ میں آجاتی ہے اور قابل قبول ہوتی ہے۔ اس ضمن میں مصطلح الحدیث کی کوئی کتاب دیکھی جاسکتی ہے۔

اور یہ روایت اس سند سے اگر ضعیف ہو بھی تو بہت سی دیگر اسناد صحیحہ سے مروی ہے، جس میں سے سب سے اہم سند امام بخاری کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ لیکن مطلب کے اتفاق سے یہ روایت اپنی سند صحیحہ سے روایت فرمائی ہے۔ (دیکھیئے صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل و دیگر کتب کثیرہ)

لہٰذا ان کتب میں درج اسی موضوع پر احادیث صحیحہ کی بنیاد پر مندرجہ بالا سند حدیث بھی ضعیف نہ رہے گی بلکہ حسن کے درجہ میں ہوگی۔ اس طرح سے امام زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی یہ دوسری سند متصل ہے جو آقا ﷺ تک ہے اور درجہ کے اعتبار سے حسن لغیرہ ہے اور قابل اعتماد ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے قرائن موجود ہیں جو اس بات پر دال ہیں کہ سلطان زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ حدیث روایت فرماتے تھے اور علماء نے آپ سے سماع بھی فرمایا ہے۔

علامہ ابو شامۃ المقدسی اپنی کتاب **الروضتین فی اخبار النوریۃ و الصلاحیۃ** میں علامہ ابن اثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

وسمع الحديث وأسمعه طلبًا للأجر

اور انہوں (نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ) نے حدیث کا سماع کیا اور میں نے ان سے حصول اجر کے لئیے سماع حدیث کیا۔

پھر علامہ المقدسی اپنی اسی کتاب میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ

وحكى الشيخ أبو البركات الحسن بن هبة لله أنه حضر مع عمه لحالفظ أبي القاسم رحمه الله مجلس نور الدين لسماع شيء من الحديث

اور حکایت بیان کی گئی کہ الشیخ ابوالبرکات الحسن بن ھبۃ اللہ اپنے چچا حافظ ابو القاسم (یہ حافظ الحدیث ہیں) ان کے ساتھ نور الدین کی مجلس میں حدیث کے کچھ سماع کے لئیے حاضر ہوئے۔

صفحہ 13 پر لکھتے ہیں کہ

ونقلت من خط الصاحب العالم كمال الدين أبي القاسم عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة في كتاب تاريخ أن حلب الذي صنفه، وسمعت من لفظه، نور الدين رحمه الله كان مع أبيه بجلب، فلما حاصر أبوه قلعة جعبر وقتل عليها قصد حلب وصعد قلعتها وملكها في شهر ربيع الأول منة إحدى وأربعين وخمسمائة، وأحسن إلى الرعية و بث العدل ورفع الجور، وأبطل البدع واشتغل بالغزو، وفتح قلاعا كثيرة من عمل حلب كانت بيد الفرنج، وحدث بحلب ودمشق عن جماعة من العلماء أجازوا له، منهم أبو عبد الله بن رفاعة بن غدير السعدي المعرى، روى عنه جماعة من شيوخنا مثل أبي الفضل أحمد وأبي البركات الحسن وأبي منصور عبد الرحمن بن أبي عبد الله محمد بن الحسن بن هبه الله الشافعي.

علامہ المقدسی لکھتے ہیں کہ کمال الدین اِبو القاسم عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ بن اِبو جرادۃ نے تاریخ حلب میں لکھا ہے کہ نور الدین اپنے والد کے ساتھ جلب (میرے خیال سے یہاں مصنف سے تساہل ہوا ہے یہ جلب نہیں حلب ہے) میں تھے۔۔۔ (آگے حلب کے محاصرے اور فتح کے بعد لکھتے ہیں کہ) حدث کے الفاظ کے ساتھ کہ نور الدین نے حلب اور دمشق میں علماء کی جماعت سے حدیث لی اور ان علماء نے نور الدین کو روایت حدیث کی اجازت بھی دی، ان علماء میں مشہور اِبو عبداللہ بن رفاعۃ بن غدیر السعدی المعری ہیں، یہ وہ محدث ہیں جن سے اِبو الفضل احمد، اِبو البرکات الحسن، اِبو منصور عبد الرحمٰن بن اِبو عبداللہ بن الحسن بن ھبۃ اللہ الشافعی جیسے محدثین حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابن عساکر تاریخ دمشق میں لکھتے ہیں کہ

قد بنى له نور الدين دارا لتعليم الحديث سميت فيما بعد دار الحديث النورية وهي أول مدرسة أنشئت في الاسلام لتعليم الحديث وتولى التدريس فيها الحافظ ابن عساكر نفسه وابنه ثم بنو عساكر من بعدهما وكان نور الدين يحضر حلقات تدريس له فيها كما كان السلطان صلاح الدين يحضر مجلسه ودروسه أيضا

وقد تخرج من المدرسة النورية هذه وأخذ عن شيوخها كبار العلماء والمؤرخين والمحدثين في القرنين السادس والسابع للهجرة كابن الاثير الجزري والمقدسي والمزي وابن كثير والنووي والذهبي والحسيني وابن تيمية وابن قيم الجوزية وغيرهم

نور الدین نے دار التعلیم کے نام کا ادارہ بنایا بعد میں اس کا نام دار الحدیث النوریہ مشہور ہو گیا۔ (النوریہ نور الدین زنگی کی نسبت سے) یہ پہلا مدرسہ تھا جو اسلام میں خاص درس حدیث اور حدیث کی ترویج کے لئیے بنایا گیا۔ حافظ ابن عساکر نے خود بھی اس میں تدریس فرمائی، اور نور الدین خود اس میں حلقات تدریس میں شرکت کرتے تھے جیسے صلاح الدین ایوبی کرتے تھے۔

اس مدرسہ نوریہ سے چھٹی اور ساتویں صدی ھجری کے عظیم محدثین، مؤرخین، فقہاء نکلے، جن میں ابن اثیر الجزری، المقدسی، امام مزی، ابن کثیر، امام نووی، امام ذہبی، امام الحسینی، علامہ ابن تیمیہ، ابن قیم الجوزی وغیرھم شامل ہیں۔

اگرچہ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی کتاب جس میں ان کی سند سے اِحادیث موجود ہیں وہ میسر نہ ہوسکی لیکن صاحب علم حضرات کے لئیے امام زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی حیثیت جاننے کے لئیے یہ مدلل قرائن کافی ہیں۔

(اگر کسی صاحب علم کے پاس امام زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قلمی نسخہ، مخطوطہ یا اس حوالے سے کوئی معلومات ہو تو براہ کرم میری تسکین فرمائیں)۔

زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول

یہاں نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بہت مشہور واقعہ عرض کرتا ہوں، صاحب خرد کے لئیے اندازہ لگانا آسان ہو گا کہ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشق رسول کے کس مقام پر فائز تھے۔

صلیبی جنگوں کے دوران، صلیبیوں نے روضہء رسول کی توہین کر کے رسول اللہ ﷺ کا جسد اقدس نکالنے کی کوشش کی، نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات سو رہے تھے، خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نورالدین دشمن ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے، اور ساتھ میں حضور نے دو اشخاص کے چہرے بھی دکھائے، نورالدین زنگی کی اچانک آنکھ کھل گئی آپ نے قاضی القضاۃ کو بلایا اور تعبیر پوچھی، قاضی صاحب نے فورا مدینہ منورہ حاضری دے کر رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کا کہا، سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چند خاص افراد کو لے کر رات کے اندھیرے میں تیز رفتار گھوڑوں کے ذریعے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، مدینۃ الرسول پہنچ کر سلطان نے گورنر مدینہ سے بات کی، اور ان دو افراد کی تلاش شروع ہو گئی جن کے چہرے دکھائے گئے تھے، لیکن وہ دو افراد نہ مل سکے، بالآخر سلطان نے ایک تدبیر سوچی اور اعلان کروایا کہ اگلے دن سلطان تمام مدینہ منورہ کے افراد میں رقم تقسیم کریں گے، سب افراد کو دعوت عام ہے، لہٰذا اگلے دن مدینہ کے تمام لوگ آنا شروع ہو گئے سلطان زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں رقم دیتے جاتے اور دیکھتے جاتے۔ جب سب لوگ واپس چلے گئے تو گورنر مدینہ نے پوچھا کہ کیا وہ دو شخص نہیں آئے، آپ نے کہا کہ نہیں اور اس سے پوچھا کہ مدینہ کا کوئی رہائشی باقی رہتا تو نہیں۔ گورنر نے عرض کی سلطان دو درویش ہیں، انہیں دولت سے لگاؤ نہیں ہے وہ اپنی جھونپڑی میں ذکر کرتے رہتے ہیں، وہ نہیں آئے، سلطان نے فورا حکم دیا کہ ان کی طرف چلو۔ جب سلطان ان کی جھونپڑی میں پہنچے تو وہ دونوں ذکر کر رہے تھے،

سلطان ان دونوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گئے اور فورا پہچان لیا کہ یہ وہی دونوں ہیں جن کے چہرے دکھائے گئے تھے۔

سلطان نے ان سے تفتیش شروع کر دی اور جب ان کی جھونپڑی کی تلاشی لی گئی تو وہاں ایک سرنگ نظر آئی جو قبر رسول تک جارہی تھی۔ ان دونوں نے اقرار کر لیا کہ وہ صلیبیوں کے بھیجے ہوئے جاسوس ہیں اور ان کا مقصد جسم نبی نکالنا تھا۔ سلطان نے فوراان دونوں کے سر قلم کر دیئے اور قبر نبوی کے ارد گرد سیسہ پگلائی دیوار بنادی تاکہ آئیندہ کوئی ایسی جرات نہ کر سکے۔

اس واقعے سے سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بارگاہِ مُصطفی ﷺ میں مقبولیت کا علم ہوتا ہے اور بارگاہِ نبوی میں مقبولیت بغیر عشق کے نہیں ملتی۔

وفات

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فلسطین فتح کروانے کے لئیے پیش قدمی کر رہے تھے اور حلب کے ارد گرد کے مقام پر آپ کی فوج نے پڑاؤ کیا ہوا تھا کہ آپ کو خبر ملی کہ دمشق میں زلزہ آیا ہے، آپ نے فورا مصر کی طرف قاصد روانہ کیا اور سلطان صلاح الدین ایوبی کو حکم دیا کہ وہ فوراآ کر فوج کی کمان سنبھالے اور پیش قدمی کرے اور خود دمشق روانہ ہو گئے، آپ نے بیت المقدس میں رکھنے کے لئیے منبر بھی بنوا لیا تھا جو بعد میں آپ کے شاگرد خاص، میدان جہاد کے شہنشاہ صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کروا کر وہاں رکھوایا۔

جب آپ دمشق واپس گئے تو عوام کی فلاح و بہبود میں مشغول ہو گئے، جن کے گھر تباہ ہوئے تھے، جن کی زمینیں تباہ ہوئیں تھیں سلطان خود ایک ایک کے پاس جاتے، اس کی مشکلات حل کرتے۔

صلیبی آپ کو میدان جنگ میں شکست دے ہی نہیں سکتے تھے اس لئیے انہوں نے اس زمانے کے طالبان گروپ جس کا سربراہ حسن بن صباح تھا اس کو بھاری رقم ادا کی تھی کہ وہ زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو شہید کر دے۔ حسن بن صباح کے فدائیوں نے آپ پر کئی حملے کئے لیکن وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ دمشق کے ان حالات میں فدائیوں کے پاس اچھا موقع تھا۔ اس دوران سلطان کو اپنے کھانے کی بالکل فکر نہ ہوتی تھی، جہاں ہوتے وہاں جو میسر آتا تھوڑا بہت تناول فرمالیتے۔ آپ چونکہ خود سب کام کر رہے تھے اور کروارہے تھے تو ان حالات میں مکمل سیکورٹی بھی ناممکن تھی۔ فدائیوں نے اس موقع سے فائدہ

اٹھایا اور آپ کے کھانے میں حشیشین ملا دی، جس کی وجہ سے آپ گلے کے مرض میں مبتلا ہوئے، لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی، تین، چار روز بعد وقت کا فقیہ، محدث، حافظ، مصطفیٰ ﷺ کا یہ مقبول عاشق، عباد اللہ کا حقیقی مصداق، صداقت اِبو بکر کا وارث، عدالت عمر کا پیکر، حیاء عثمان کا مصداق، شجاعت علی کا نشان، قافلہ صحابہ کا ایک راہی، 9،9 لاکھ صلیبیوں کو میدان جنگ میں ناکوں چنے چبوانے والا یہ مرد مجاھد، میدان جنگ کا شہنشاہ، سلطنت اسلامیہ کا امام و خلیفہ، صلاح الدین ایوبی کو میدان جہاد کی تربیت دینے والا یہ عظیم مہتاب امت صرف 48 سال کی عمر میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شدید خواہش تھی کہ وہ میدان جنگ میں شہید ہوں لیکن اللہ نے انہیں بستر پر وفات عطا کی۔ لیکن مؤرخین، محدثین تمام نے آپ کو شہید لکھا اور آپ شہید کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ زبان خلق نقارہ خدا ہوتی ہے کہ مصداق آپ کو سب نے شہید ہی لکھا۔

آج بیت المقدس، فلسطین، شام، دمشق، حلب، قرون حماۃ، شوبک اور ساری امت مسلمہ نور الدین زنگی کو ترس رہی ہے، آج بیت المقدس پکارتا ہے کہ کاش وہ وقت پھر لوٹ آئے جب اسلام سرحدوں کی قید سے آزاد ہو جائے، جب مسلمان صلیبی بادشاہوں کا شکار کرنے لگ جائیں، جب شام کی سرزمین پر نورالدین یا منصور،بسیفک قد فتحنا السور کے نغمے گونجنے لگیں۔۔۔کاش بیت المقدس مسلمانوں کا ہو جائے۔۔۔۔کاش مسلمان مائیں ایک بار پھر سے محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، نور الدین زنگی، صلاح الدین ایوبی کو جنم دینے لگیں۔۔۔

کاش کہ اللہ میرے لیئے کوئی ایسا سبب بنادے کہ صلیب ایک بار پھر خطرے میں پڑ جائے، قبلہ اول آزاد ہو جائے، اللہ آزاد بیت المقدس میں سجدہ کرنے کی خواہش پوری فرمادے۔۔۔کاش کوئی تو اٹھے جو اسلام کو سرحدوں کی قید سے آزاد کروادے۔۔۔۔۔۔

لیکن

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات پر اس مختصر سی نظر ڈالنے کے بعد کم از کم یہ بات حقیقت لگتی ہے کہ آج کل ماؤں نے محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی پیدا کرنے چھوڑ دیئے ہیں۔

میں نے یہاں سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے جنگی کارنامے قلمبند نہیں کیئے، اللہ کی توفیق سے اگر اس تحریر کو کتابی شکل دی تو اس میں ان حالات وواقعات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ سلطان کے جنگی کارنامے بھی درج کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ

یہ تحریر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زندگی کا ایک خلاصہ ہے، دعافرمائیں کہ اللہ کریم توفیق عطافرمائے اور سبب بنادے تو یہ تحقیق اور تحریر ایک ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

اگر قارئین میں سے کسی کے پاس سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات پر مدلل کتاب، آپ کی تصنیف کی ہوئی کتاب کا عکس، مخطوطہ، کوئی قلمی نسخہ موجود ہو تو برائے کرم مجھے استفادہ کا موقع عطا کردیں، تاکہ میں اپنی اس ادنی سی تحقیق کو مکمل کرسکوں۔

ایڈووکیٹ محمد احمد رضا مہروی

0334-5954794

ahmadraza.149@gmail.com